تصنیف لطیف

حضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

وجہ تالیف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد! فقیر خیر پور ناتھن شاہ ضلع دادو سندھ حضرت سیّد علامہ چھٹل شاہ صاحب کے دارالعلوم میں بیٹھا تھا کہ کسی نے کہا کہ ایک قاری سعودیہ سے واپس آکر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کو بِدْعَتْ (دین میں نئی چیز کی ایجاد) کہتا ہے اور دلیل صرف یہی کہ امام الحرمین نہیں مانگتے۔ فقیر نے اس وقت چند کتابوں سے احادیث مبارکہ لکھوا کر قاری کو کہلوا بھیجا کہ دینِ سعودی نجدی اماموں کے عمل کا نام نہیں دین رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل کا نام ہے۔ سعودی اماموں کا نماز کے بعد دعاء نہ مانگنا ان کی بد بختی کی دلیل اور حضور سرورِ عالم ﷺ کا معجزہ ہے جب آپ ﷺ سے نجد کے لئے دعائے خیر مانگنے کا عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس ملک کے لئے کیسی دعاء جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع کرے گا اور وہاں فتنے اور زلزلے پیدا ہوں گے [1] اور وہ زلزلے اور فتنے یہی ہیں کہ وہ مسائل وعقائد و معمولات جو برسوں سے مُتَّفَقْ چلے آرہے تھے ان پر یکسر (اول تا آخر) شرک وبِدْعَتْ کا فتویٰ جڑ دیا اور مرکزِ اسلام (حرمین طیبین) پر قبضہ جما کر اُمتِ مسلمہ کو آزمائش اور امتحان میں ڈال دیا کہ عوام سمجھتے ہیں کہ جب مکہ و مدینہ میں ایسا ہے تو پھر یہی دین نہیں تو اور کیا ہے، حالانکہ دورِ نجدیہ میں ہی حرمین میں جتنا عقائد واحکام شرعیہ کے خلاف ہو رہا ہے اتنا کسی بھی دور میں نہ ہوا اور خدا کرے آئندہ نہ ہو اس کی ایک مثال یہی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا مسئلہ بھی ہے کہ یہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی محبوب سُنّت اور مُخُّ الْعِبَادَۃِ (عبادت کا مغز) ہے خَیْرُ الْقُرُوْنْ (بہترین زمانے یعنی حضور ﷺ کا زمانہ، صحابہ کا اور تابعین کا زمانہ) سے لے کر تا حال ہر اسلامی ملک اور علاقہ میں معمول ہے لیکن نجدی امام محض اپنی بد دماغی سے نہ مانگیں تو اسے ناجائز نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہ نجدی امام بھی جائز تو مانتے ہیں لیکن عدیم الفرصت (فرصت نہ ہونے) کے بہانہ پر مانگتے نہیں خود ان سے پوچھ لیجئے۔

فقیر کو خیال گذرا کہ چونکہ آج کل لوگ رِیال کمانے اور الحمد للہ حج و عمرہ سستا ہو جانے سے عوام اہلِ اسلام حرمین طیبین کی آمد ورفت زیادہ رکھنے لگ گئے ہیں کہیں وہ قاری مذکور کی طرح سعودیوں کی دیکھا دیکھی اس محبوب عبادت سے محروم نہ ہو جائیں ان روایات واحادیث کو یکجا (ایک ساتھ) کر کے رسالہ تیار کر دوں تاکہ دوسرے مسائل کی طرح یہ بھی محفوظ ہو جائے۔

نوٹ: یاد رہے کہ نماز کے بعد ویسے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ لیکن جو لوگ نجدیوں کے عاشق و متوالے (دیوانے) اور ان کے رِیال کے دیوانے ہیں وہ ان کے ہر غلط و صحیح عمل کو سنت اور اس کے خلاف کو بِدْعَتْ کہنے کے عادی ہیں اور یہ انکار صرف قاری مذکور کا نہیں، سندھ کی تخصیص نہیں سرحد، پنجاب ودیگران علاقہ جات میں جہاں بھی نجدیوں کے پروانے دیوانے ہیں سب کے سب اسی بیماری کا شکار ہیں۔ فقیر کی جمع کردہ روایات یہ ہیں۔

---

[1] (صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب: قول النبي ﷺ: (الفتنة من قبل المشرق)، 2598/6، الحديث 6681، (دار ابن كثير، دار اليمامة)– دمشق، الطبعة: الخامسة، 1414ھ 1993م)

احادیثِ مبارکہ

یادرہے کہ صحابہ کے اقوال وافعال بھی اصطلاحِ حدیث میں احادیث کے حکم میں ہیں بالخصوص وہ امور جن میں عقل کو دخل ہو۔

(۱)عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: الْمَسْأَلَةُ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ [2]

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس قاعدہ پر مبنی ہے کہ دعاء مانگتے وقت ہاتھ کاندھوں کے برابر اُٹھانے چاہئیں۔

فائدہ: شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی رحمۃاللہ علیہ نے اس کا ترجمہ "اشعۃ اللمعات" میں یوں کیا ہے:

"گفت ابن عباس کہ ادب دُعا وسوال این است کہ برداری ہر دو دست خود را بر ابر ہر دو دوش خود۔"[3]

یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دُعا کے آداب سے یہ ہے کہ "دُعا مانگنے والا اپنے ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں (کاندھوں) تک اٹھائے۔"

قاعدہ: سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ایک قاعدہ اور ضابطۂ اسلام کی حیثیت سے ہے کہ دعاء مانگنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے اس میں بندے کے عجز و نیاز کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اپنے مالک سے گویا عرض گذار ہے کہ خالی ہاتھ پھیلانا میرا کام ہے اسے رحمت اور فضل وکرم سے بھر دینا تیرا کام۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو دعا میں ہاتھ اُٹھانے سے منع کرتا ہے تو گویا بوجۂ جہالت آدابِ دُعا سے ناواقف ہے، وہ کیوں صرف اس لئے کہ اسے سنتِ رسول ﷺ سے کیا غرض وہ تو مجنوں ہے لیلائے نجد کا۔

(۲)حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ الْأَزْدِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هِلَالٍ صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ"[4]

یعنی حضور اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔

فائدہ: عاشقانِ نجد ہر مسئلہ میں یہی فرماتے ہیں کہ ہمیں تو صحیح حدیث چاہیے لو صاحب یہ صحیح حدیث حاضر ہے اور ہے بھی حضور سرور عالم ﷺ کا اپنا عمل مبارک "لیکن جس پر نجدیت کا بھوت سوار ہو وہ کیا جانے رسول اللہ ﷺ کے عمل پاک کو"۔

(۳)عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ، مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ» [5]

---

[2] (سنن أبي داود، أبواب قراءة القرآن وتحزيبه وترتيله، باب تفريع أبواب الوتر، باب الدعاء، 79/2، الحديث1492، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[3] (اشعت للمعات ترجمه مشکوة، کتاب الدعوات، الفصل الثالث، 187/2، منشی نول کشور)

[4] (مسند ابی یعلی الموصلی، حديثا أبي برزة الأسلمي عن النبي صلى الله عليه وسلم، 90/10، الحديث7440، دار الحديث–القاهرة، الطبعة: الأولى، 1434 هـ 2013 م)

[5] (سنن أبي داود، أبواب قراءة القرآن وتحزيبه وترتيله، باب تفريع أبواب الوتر، باب الدعاء، 79/2، الحديث1489، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

(رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر ، تفسیر مظہری صفحہ ۲۷۳ ، شرح مشکوٰۃ ، جلد ۲۴ ، صفحہ ۱۹۶)

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ تحقیق نبی کریم ﷺ جس وقت بھی دُعا مانگتے، ہاتھ اُٹھاتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے چہرۂ مبارک کو مَس (چھوا) کرتے تھے۔

فائدہ: مندرجہ بالا احادیثِ مبارکہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے تو حضرت ماعز رضی اللہ تعالی عنہ کی مغفرت کے لئے بھی آپ نے دُعا مانگی، اور ہاتھ بھی اُٹھائے۔[6] اب منکرِ دُعا (دعاء کا انکار کرنے والے) کے لئے نفی پر کوئی دلیل لانی ہو گی، ورنہ فقط "میں نہ مانوں" سے کام نہیں چلے گا۔

قاعدہ: مسائلِ شرعیہ کا قانون ہے کہ جو شخص کسی عمل سے روکے اسے صریح حدیث شریف پیش کرنا لازم ہے از خود روکتا (خود سے روکتا) ہے تو وہ اسلام کا باغی کہلاتا ہے اسی لئے ہم دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانے یا دیگر مشہور مسائل کے مانِعین (روکنے والوں) کو اسلام کا باغی سمجھتے ہیں۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے:

ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى أَثَرِهِ، حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ[7]

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور اکرم ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلی گئی، حتیٰ کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے طویل قیام کیا اور آپ ﷺ نے تین دفعہ ہاتھ اُٹھا کر دعا فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اپنی اُمت کے مردوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنے کا حکم دیا تھا۔

فائدہ: مردوں کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنا سرکارِ دوعالم ﷺ کے فعلِ مبارک اور صحاح ستّہ کی مستند کتاب مسلم شریف سے ثابت ہو گیا۔

حضرت امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ فرماتے ہیں: فِيهِ اسْتِحْبَابُ إِطَالَةِ الدُّعَاءِ وَتَكْرِيرِهِ وَرَفْعِ الْيَدَيْنِ فِيهِ[8]

یعنی حضورِ اکرم ﷺ کے اس فعل سے دُعا کا لمبا مانگنا اور مکرّر مانگنا اور دُعا میں ہاتھوں کے اُٹھانے کا مستحب ہونا ثابت ہو گیا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، كتاب مسند الشاميين، الباب حديث يزيد بن السائب بن يزيد رضى الله عنه، 462/29، الحديث17943، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

(الدعوات الكبير، باب ما يستحب للداعي من رفع اليدين في الدعاء، والإشارة بالسبابة الخ، 421/1، الحديث310، غراس للنشر والتوزيع – الكويت، الطبعة: الأولى للنسخة الكاملة، 2009م)

(التفسير المظهري، المؤمن: 61، 273/8، مكتبة الرشدية – الباكستان، الطبعة: 1412 هـ)

[6] (صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف على نفسه بالزنى، 1321/3، الحديث1695، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، عام النشر: 1374 هـ 1955م)

[7] (صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، 669/2، الحديث974، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، عام النشر: 1374 هـ 1955م)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند النساء، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنها، 44/43، الحديث25855، مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421 هـ 2001 م)

[8] (شرح النووي على مسلم، كتاب الجنائز، قوله صلى الله عليه وسلم: اللهم اغفر لأهل بقيع الخ، 43/7، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392هـ)

فائدہ: اس حدیثِ مبارک سے ثابت ہو گیا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے مردوں کی دُعائے مغفرت کے لئے تین دفعہ ہاتھ اُٹھائے تو ان بیچارے منکرین کا کیا حشر ہو گا جو حضورِ اکرم ﷺ کے فعلِ مبارک کی مخالفت کرتے ہوئے ایک دفعہ ہاتھ اُٹھانے کو بھی بِدْعَتْ و گمراہی کہتے ہیں، تو ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے کیونکہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے فعلِ مبارک کو بِدْعَتْ کہنا معمولی جرم نہیں بلکہ اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے لیکن ان باغیوں سے پوچھئے کون ہیں جو اہلِ اسلام کو قدم قدم پر شرک و بِدْعَتْ کے فتوؤں سے پریشان کر رہے ہیں۔ دنیا میں بچ کر نکلے تو ان شاءاللہ کل قیامت میں ان باغیوں کو دیکھنا کہ ان کا حشر شدّاد و ہامان کے ساتھ ہو گا۔

فائدہ: اس حدیث مبارک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زندہ لوگ مردوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں تبھی تو حضور ﷺ نے دعا مانگ کر امت کو تعلیم دی کہ اہل اموات کو فائدہ پہنچانے کو مت بھولو۔

(۵) صحابیٔ رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنگ میں شریک ہوئے۔ ابو عامر جنگ میں شہید ہو گئے تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کو حضرت عبید ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر دے کر ان کا پیغام دیا:

فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ[9]

یعنی حضور اکرم ﷺ نے پانی منگوا کر وضو فرمایا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر یوں دُعا کی "اے اللہ ! اپنے بندے ابی عامر کی مغفرت فرما۔" راوی بیان کرتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اس قدر اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کی زیارت کی۔

فائدہ: بفضلہ تعالیٰ مستند احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے نئے فوت شدہ مردے کے لئے بطورِ فاتحہ خوانی ہاتھ اٹھا کر دُعائے مغفرت فرمائی۔

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنا بِدْعَتْ ہے، تو وہ فعلِ رسول اللہ ﷺ کو ناجائز کہہ کر خود کو دائرۂ اسلام سے خارج کر رہا ہے۔ اس حدیث پاک کے ہوتے ہوئے بھی کسی شخص کا یہ کہنا کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا حضور نبی کریم ﷺ کے فعل سے ثابت نہیں، محض دعویٰ باطل ہے اور اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں، بلکہ ایسا کہنا حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر بہتان باندھنا ہے۔

فائدہ: جو لوگ علومِ اسلامیہ سے واقف نہیں ہیں وہ خلافِ حقیقت (حقیقت کے خلاف) بات کہہ کر ذرّہ بھر جھجک بھی محسوس نہیں کرتے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کی حیاتِ ظاہری سے لے کر آج تک اُمّتِ مسلمہ میں سے سوادِ اعظم (کثیر جماعت) کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرتے ہیں

---

[9] (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل ابي موسى وابي عامر الاشعريين رضى الله عنهما، 1943/4، الحديث165ـ2498، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، عام النشر: 1374ھ 1955م)

اور فقط چند آدمی ہیں جو کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنے کو بدعت و ناجائز کہتے ہیں۔ اور لُطف یہ ہے کہ ان چند آدمیوں کے آباؤ اجداد بھی کل تک ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے رہے ہیں، تو مسلمانوں کی اکثریت کے مقابلہ میں اور دلائلِ قاہرہ کی موجودگی میں چند تخریب پسند عناصر (شر پسند لوگوں) کو سچّا کیسے کہا جا سکتا ہے؟

دلائل: جملہ مسائلِ اسلامیہ کے اصول و سر چشمہ ہیں: (۱) قرآن پاک (۲) حدیث شریف (۳) اجماعِ امت (۴) قیاس۔ عموماً اور خصوصاً میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعائے مغفرت کرنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مستند احادیث سے واضح ہے اور اجماعِ امت کے ساتھ بھی ثابت ہے کہ چودہ سو سال سے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والے اپنے فوت شدہ مسلمان بھائی کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت مانگتے آئے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ

(۱) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ [10]

یعنی میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔

مزید ارشاد فرمایا: (۲) اَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ . فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ [11]

یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو بڑی جماعت سے کٹ گیا وہ جہنّم میں گیا۔

بڑی جماعت سے مراد مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں سے بڑا گروہ ہے۔

فائدہ: فاتحہ خوانی کے موقع پر جب کثیر مجمع میں تقریباً سب لوگ ہاتھ اٹھا کر میت کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہوتے ہیں اور صرف دو یا تین آدمی دُعا نہیں مانگ رہے ہوتے، تو وہ اپنے تئیں (آپ) تو بڑے دیندار بن رہے ہوتے ہیں حالانکہ در حقیقت وہ مسلمانوں کی بڑی جماعت کے طریقے کی خلاف ورزی کر کے "مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ" کی وعید (سزا) کا مِصْدَاق (حقدار) بن رہے ہوتے ہیں، اور پھر لطف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص باہر سے آ کر مسلمانوں کے اس اجتماعِ کثیر کو دیکھے گا کہ جس میں سوائے چند آدمیوں کے سبھی دُعائے مغفرت کر رہے ہوتے ہیں، تو وہ یہی سمجھے گا کہ یہ چند لوگ (دُعا نہ مانگنے والے) کوئی غیر مسلم (ہندو یا عیسائی، یہودی) ہیں کیونکہ غیر مسلم اپنے مردوں کے لئے دُعائے مغفرت نہیں کرتے۔

ایک غلط طریقہ: ہندوؤں کی عادت ہے کہ جب کوئی مسلمان مر جاتا تو وہ اس کے گھر جا کر دعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے تھے "بھگوان کی مرضی" آج یہی طریقہ بعض نام نہاد مسلمان اپنا رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہندو لوگ دُعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے تھے "بھگوان کی مرضی" اور یہ لوگ دعائے مغفرت کرنے کی بجائے کہتے ہیں کہ "اللہ کی مرضی"۔

---

[10] (المعجم الكبير للطبرانى، باب العين، عمرو بن دينار، عن ابن عمر، 447/12، الحديث13623، مكتبة ابن تيمية–القاهرة، الطبعة: الثانية)

[11] (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب العلم، باب ومنهم يحيى بن أبي المطاع القرشي، 201/1، الحديث396، دار الكتب العلمية–بيروت، الطبعة: الأولى، 1411ھ 1990م)

مشابہت رکاوٹ: مسلمان سرکارِ دوعالم ﷺ اور مسلمانوں کا طریقہ اپنانے کی بجائے ہندوؤں کا طریقہ اپنا رہے ہیں اور اُدھر حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث پاک تو ہر ایک شخص نے سُنی ہوگی: مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ [12]

یعنی جو کسی قوم کی مشابہت کرتا ہے، پس وہ اُسی قوم کے حکم میں ہو جاتا ہے۔

جو شخص سرکارِ دوعالم شفیعِ مُعظّم ﷺ اور مسلمانوں کے طریقہ کے خلاف کرے، اُس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اُس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

کسی مجمع میں اگر چند آدمی جماعتِ کثیرہ کی مخالفت کرتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہ مانگیں، تو وہ یقیناً يَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ [13] (غیر مومن کی راہ پر چلنے) کا مِصۡدَاق (حقدار) بن رہے ہیں، انہیں آخرت کا خوف کرتے ہوئے ایسے فعلِ شَنیع (بُرے فعل) سے توبہ کرنی چاہیے۔

لیکن توبہ تو ان کی قسمت میں لکھی نہیں بلکہ اُلٹا مسلمانوں سے تمسخر (ٹھٹھا مذاق) کر کے اپنا نام جہنمیوں میں لکھوا رہے ہیں:

اِنَّ الَّذِيۡنَ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِىۡ سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ۝ (پارہ ۲۴، سورۃ مومن، آیت ۶۰)

ترجمہ: بیشک وہ جو میری عبادت سے اُونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

فائدہ: جو لوگ دُعا سے تکبّر کرتے ہیں، ان کے لئے جہنّم کی وعید ہے۔ اور ایسے لوگ جو نہ خود دُعا مانگتے ہیں اور نہ دوسروں کو مانگنے دیتے ہیں، تو پھر ان کے لئے تو بطریقِ اولیٰ وعید جہنّم ہوگی۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے عبادت و دُعا سے روکنے والوں کے متعلق غضب ناک ہو کر فرمایا:

اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يَنۡهٰى ۝ عَبۡدًا اِذَا صَلّٰى ۔ (پارہ ۳۰، سورۃ العلق، آیت ۹، ۱۰)

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے۔ بندہ کو جب وہ نماز پڑھے۔

فائدہ: اَہلِ فہم بتائیں کہ آیتِ کریمہ کن لوگوں کو مَلامت کر رہی ہے انہی لوگوں کو جو ہمارے مدّمقابل ہیں اور فرمایا:

قَالَ اخۡسَئُوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡ عِبَادِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝

فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا حَتّٰۤى اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِىۡ وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ ۝ (پارہ ۱۸، سورۃ المؤمنون، آیت ۱۰۸ تا ۱۱۰)

ترجمہ: رب فرمائے گا دُتکارے پڑے رہو اُس میں اور مجھ سے بات نہ کرو۔ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ تو تم نے اُنہیں ٹھٹھا (مذاق) بنا لیا یہاں تک کہ اُنہیں بنانے کے شُغل میں میری یاد بھول گئے اور تم اُن سے ہنسا کرتے۔

---

[12] (سنن أبي داود، كتاب اللباس، الباب في لبس الشهرة، 44/4، الحديث 4031، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[13] النساء: 115 **ترجمہ:** اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔

فائدہ: جو لوگ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے والوں کا مذاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دُعا مانگتے دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف طنزاً اشارے کرتے ہیں، تو وہ اس آیت پر غور کریں کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعائے مغفرت کرنے والوں کا مذاق اڑا کر کیا وہ مذکورہ بالا آیت کا مِصْدَاق تو نہیں بن رہے؟

احادیثِ مبارکہ

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ [14]

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات)

یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو خدا تعالیٰ سے دُعا نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ کو اُس پر غضب آتا ہے۔

فائدہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر غضب آتا ہے، تو جو شخص نہ خود دُعا مانگے اور نہ ہی دوسروں کو مانگنے دے، تو اس پر خدا تعالیٰ کے غضب کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہوگا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ○ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۶)

ترجمہ: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

فائدہ: اس آیتِ کریمہ سے ان لوگوں کا جھوٹ واضح ہو گیا جو یہ کہتے ہیں کہ نمازِ جنازہ کے بعد دُعا مانگنا ناجائز ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالیہ کے سراسر خلاف ہے۔ إِذَا دَعَانِ عموم پر دال ہے۔ تو جو شخص کہتا ہے کہ جنازہ کے بعد دُعا نہ مانگو، تو اس کو تخصیص ثابت کرنا ہو گی۔

دوسری جگہ فرمایا: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (پارہ ۲۴، سورہ مومن، آیت ۶۰)

ترجمہ: اور تمہارے رب تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا۔

(۲) عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا [15]

یعنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق تمہارا رب تعالیٰ بہت ہی حیاوالا اور سخی ہے اور اُسے حیاء آتی ہے کہ اُس کا بندہ ہاتھ اُٹھائے اور وہ اُسے خالی لوٹادے۔

فائدہ: جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے والوں کی دُعا کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو حیا آتی ہے اور ان کی دُعا کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ تو جو لوگ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے سے منع کرتے ہیں شاید ان کو اپنے مردے کے بخشوانے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کو اپنے مردے کے ساتھ دشمنی ہے کہ اگر ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگیں تو کہیں انہیں خدا تعالیٰ معاف ہی نہ کر دے۔ اب دُعا میں ہاتھ اُٹھانے کے متعلق ترغیب تو مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو رہی ہے

---

[14] (سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب منه، 427/5، الحديث3373، دار الكتب العلمية)

[15] (صحيح ابن حبان، النوع السابع والستون، ذكر الإخبار عما يستحب للمرء عند إرادة الدعاء رفع اليدين، 452/4، الحديث4733، دار ابن حزم – بيروت، الطبعة: الأولى، 1433 هـ 2012م)

اور ساتھ ہی اجابتِ دُعا(دعاء کی قبولیت) کی خوشخبری بھی دی جارہی ہے۔ تو اب منکرین(مخالفین) کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے میں نقصان کون سا ہے؟ بغیر اس کے کہ ان کی حالت سے تکبّر اور ذاتِ باری تعالیٰ سے بے پروائی ظاہر ہوتی ہے اور مسلمانوں کی اکثریت کے طریقے کی مخالفت کی وجہ سے ناراضگئ خدا کا نشانہ بنتے ہیں۔

أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: سَلُوا اللّٰهِ بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ ، وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا ، فَإِذَا فَرَغْتُمْ ، فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ [16]

یعنی حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگو اور ہاتھوں کی پُشت کے ساتھ نہ مانگو اور جب دُعا سے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھوں کو اپنے مُنہ پر پھیرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عام ہے، یعنی جس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو چاہے کسی زندہ کے لئے مانگو، چاہے کسی مردہ کے لئے مانگو، تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے مانگو۔ یہاں یہ بات ہر گز نہیں ہے کہ جب اپنے لئے دُعا مانگو یا اپنے کسی زندہ کے لئے مانگو تو ہاتھ اُٹھا کر مانگو۔ لیکن جب کسی مردے کے لئے دُعا مانگنے لگو تو ہاتھ نہ اُٹھاؤ۔ یہ عام اپنے عموم پر ہے، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان مردہ کے لئے دعائے مغفرت کے ماسوا(دعاء مغفرت کے علاوہ دیگر) کے لئے ہے، تو پھر یہ عَامٌ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ(اصطلاح) ہو گا اور اسے دکھانا ہو گا کہ مُخَصِّصْ(خاص کرنے والا) کون ہے؟ اور مُخَصِّصْ(خاص کرنے والا) کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ اور کیا اس میں یہ شرائط پائی گئی ہیں؟ اب حضورِ اکرم ﷺ کے اس فرمان کو پڑھ لینے کے بعد کوئی اَحمق(بے وقوف) ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا بِدْعَتْ ہے۔

مردے کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ایسا فعل ہے کہ جس پر امتِ مسلمہ کے تمام گروہوں کا اتفاق ہے۔ حتیٰ کہ علمائے دیوبند بھی مردہ کے لئے آج تک ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے چلے آئے ہیں۔ تو اب اگر کوئی شخص میّت کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنے کو بِدْعَتْ کہے تو سنّتِ رسول ﷺ کو بِدْعَتْ کہنے کے ماسوائے اس کو اپنے آباؤ اجداد، استاد، پیر و مرشد اور ان کے تمام پیروکاروں کو بدعتی کہنا پڑے گا اور ایسا کہنے والا شخص وہی ہے جو کہتا ہے "ہر بِدْعَتْ گمراہی ہے" تو پھر اس کو اپنے پیروں، استادوں اور اپنے باپ، دادا کو اپنے خیال کے مطابق ایسی گمراہی کے ارتکاب کی وجہ سے گمراہ اور ضال کہنا پڑے گا، لہٰذا ایسے کہنے والے شخص کو اپنے آباؤ اجداد، اُستاد، پیر و مرشد اور تمام مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے اپنے قول اور فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔ بعض لوگ جان چُھڑانے کے لئے اپنے جاہل مقتدیوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے اسی لئے قابل عمل نہیں۔

(۳) رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ [17]

---

[16] (السنن الكبرى للبيهقي. كتاب الصلاة. جماع أبواب صفة الصلاة. باب رفع اليدين في القنوت . 2/212. الحديث3060. دار المعرفة)

[17] (صحيح البخاري. كتاب الدعوات. باب الدعاء عند الوضوء . 6/2345. الحديث6020. دار ابن كثير . الطبعة: الخامسة. 1414هـ 1993م)

(صحيح مسلم. كتاب فضائل الصحابة . باب فضائل ابي موسى وابي عامر الاشعريين رضى الله عنهما. 4/1943. الحديث165ـ2498. مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه. القاهرة. عام النشر: 1374هـ 1955م)

یعنی حضرت عبیدابی عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے اُن کی وفات کی خبر سُن کر (حضور ﷺ نے) ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگی تھی۔

انتباہ: اس پُر فتن دور میں بعض نام نہاد توحید پرست (ظُلم) شر پسند لوگ دُعا مانگنے سے سختی سے منع کر رہے ہیں اور اپنی تقریروں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ جو شخص فوت شدہ شخص کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے گا، تو ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے، یعنی ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے میّت کے لئے دُعا مانگنا ایک گناہِ کبیرہ ہے، کیونکہ فتویٰ ہمیشہ اس شخص کے خلاف لگایا جاتا ہے جو کسی گناہ کا اِرتِکاب کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں تو ایسے لوگوں کا ایمان ہی مُتَزَلْزَلْ (ڈگ مگاتا ہوا) نظر آتا ہے۔ خدائے کریم سے دُعا مانگنے والوں کو نہ صرف دُعا سے روکنا، بلکہ ان پر فتویٰ لگانا یہ کسی عقل و خِرَدْ (ہوش وحواس) سے عاری (خالی) شخص ہی کا کام ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی جب مسلمانوں کو میّت کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے منع کیا جارہا ہے تو یہاں پر انسانی ذہن ایک خاص بات کی طرف چلا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا تو ہر وقت جائز ہے اور اللہ تعالیٰ بھی دعا مانگنے والوں پر ہر وقت رحمت و شفقت فرماتا ہے، لیکن صرف ایک ہی صورت ایسی رہ گئی ہے کہ شاید وہ مردہ ایسا ہے کہ جس کے لئے دُعا مانگنا شرعی طور پر ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے روکا ہے:

(۱) مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ ۝ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، اٰیت نمبر ۱۱۳)

یعنی نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے منافقین کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنے سے روکا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

(۲) وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، اٰیت ۸۴)

یعنی اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر کھڑے ہونا۔

آخری گزارش: ہمارے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے خواہ وہ نماز فرض عین ہو یا فرض کفایہ جیسے نماز جنازہ یا نمازِ نوافل یا ویسے ہی۔ کوئی نجدیوں کی تقلید (پیروی) میں ہاتھ اُٹھا کر دعاء نہیں مانگتا تو وہ جانے اور ان کا خدا، بلکہ ایسے لوگوں کو نجدیوں کی ہر ادا محبوب ہے تو نماز کے بعد سرے سے دعاء بھی نہ مانگیں کیونکہ جو لوگ حَرمین شَرِیفَین سے ہو آتے ہیں ان سے تصدیق کر لیں کہ نجدی امام نماز کے سلام پھیرنے کے بعد دعاء نہیں مانگتے۔

ہم نے مختصر چند دلائل عرض کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ